افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لاہور

(۱۹۴۸ء)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ لاہور

(فرمودہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۸ء ۔ بمقام لاہور)

تشہّد ،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''اِس وقت میں تقریر کیلئے نہیں بلکہ دعا کیلئے آیا ہوں جیسا کہ میرا طریق ہے کہ دعا سے پہلے کچھ باتیں کہتا ہوں ۔ اِس طریق کے مطابق آپ کے سامنے کچھ باتیں رکھنا چاہتا ہوں ۔

دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں ان کے کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ہوتا ہے اور جتنے کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے ۔ نہ ہی صحیح راستہ پر چلے بغیر کوئی قوم منزل پر پہنچ سکتی ہے اور نہ مقصد کے بغیر کوئی قوم یک جہتی سے کام کرسکتی ہے ۔اس امر کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا ہے کہ وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا [1] ہر گھر جس میں تم داخل ہونا چاہتے ہو اس کے دروازہ میں سے داخل ہو جاؤ۔ یعنی ہر وہ کام جسے تم اختیار کرنا چاہتے ہو، اس کے حصول کا جو طریق ہے وہ اختیار کرو۔ صحیح طریق اختیار کرنے کے بعد قوم کے پیش نظر کسی مقصد کا ہونا ضروری ہے ۔ اگر کسی قوم کا کوئی مقصد نہ ہو تو وہ کامیاب نہیں ہوسکتی ۔ جس طرح دروازے میں داخل ہونے کے بغیر گھر میں داخل ہونا مشکل ہے اسی طرح اپنے مقصد کے مقرر کرنے کے بغیر کامیابی محال ہے ۔ قرآن کریم میں ہے لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا [2] کہ ہر ذِی عقل شخص کا کوئی مقصد ہوتا ہے جسے سامنے رکھ کر وہ چلتا ہے ۔ اِسی طرح ہر قوم کا جو کسی قانون یا تنظیم کے تحت اپنے آپ کو چلاتی ہے کوئی مقصد ہونا چاہئے ۔ اگر بغیر مقصد کے کچھ لوگ کسی جگہ اکٹھے ہو جائیں تو ان میں قربانی کی روح پیدا

ہوتی ہے نہ ہی ہمت اور جوش پیدا ہوسکتا ہے نہ وہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایسا اعلیٰ پروگرام جس پر عمل کر کے دنیا میں ممتاز جگہ حاصل کرسکیں پیش کر سکتے ہیں۔

پس ہماری جماعت کو یہ دونوں زریں اصول کبھی نہ بھولنے چاہئیں۔ ہمارا مقصد تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے کہ ''اسلام کو دنیا میں غالب کرنا'' پس ہمارا مقصد ہمارے سامنے ہے۔ اسے حاصل کرنا ہمارا کام ہے۔ ایسا غلبہ جو دلائل اور تعلیم کے لحاظ سے ہم دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں وہ تو قرآن کریم میں موجود ہے اور وہ اعلیٰ تعلیم جس کی وجہ سے یہ تمام مذہبی کتب سے افضل ہے اس میں موجود ہیں اور ہر شخص جو غور کرے اس کو دیکھ سکتا ہے لیکن جب تک ان دلائل کو عملی طور پر پیش نہ کیا جائے محض دلائل سے کوئی شخص قائل نہیں ہوسکتا۔ لوگوں کا عام طریق ہوتا ہے کہ جب وہ دلائل سے عاجز آ جاتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ بتاؤ تم نے اس تعلیم پر عمل کر کے کونسا تغیر اپنے اندر پیدا کر لیا ہے، کون سا اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے، کون سی فضیلت حاصل کر لی ہے۔ چنانچہ آج دشمن اسی طریق سے اسلام پر طعنہ زن رہا ہے۔ جب ہم اس کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کرتے ہیں تو کہتا ہے بتاؤ اسلامی ممالک نے کون سی رواداری کی مثال پیش کی ہے اور کون سے فتنے فساد اُنہوں نے رفع کئے ہیں کون سا نیا تغیر اُنہوں نے پیدا کیا ہے اور اگر اُنہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے کچھ نہیں کیا تو اس تعلیم کو تم ہمارے سامنے کیوں پیش کرتے ہو۔ جب اس کے ماننے والے اسے ردّ کر چکے ہیں تو نہ ماننے والے کیونکر قبول کریں۔ یہ ایسا زبردست اعتراض ہے کہ اس کے سامنے ہمارے لئے بولنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ پس ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر تغیر پیدا کریں اور اسلام کی تعلیم کے ساتھ عمل کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کریں کہ دشمن بھی اسلام کی علمی و عملی برتری کا اقرار کرنے لگے۔ جب تک ہم عملی نمونہ پیش نہ کریں ہم غلبہ نہیں پا سکتے۔

پس یہ وہ دروازہ ہے جس سے گزر کر ہم اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں اور اسلام کے غلبہ کی عمارت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک ہمارے مقصد کا تعلق ہے وہ واضح ہے کہ قرآن کریم میں ہمارا فریضہ اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرنے میں کوشاں رہنا بیان فرمایا ہے لیکن جہاں تک عمل کا سوال ہے اس میں ہم تہی دست ہیں۔

باتیں سننا بھی ضروری ہے اور اچھی باتیں سننی چاہئیں، لیکن اب عمل کا زمانہ ہے باتیں کم سنو عمل زیادہ کرو۔............

تقسیم ہند کے بعد قتل و غارت، لوٹ مار، خیانت، بد دیانتی کے جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

مجھے افسوس ہے کہ ان شنیع افعال کے ارتکاب سے ہماری جماعت بھی محفوظ نہیں رہ سکی۔ بیشک جماعت کے بعض افراد نے شاندار نمونہ دکھایا ہے لیکن بعض افراد نے اس موقع پر انتہائی کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔ افسوس ہے کہ بحیثیت جماعت، جماعت نے اچھا نمونہ نہیں دکھایا۔ ہمیشہ مصائب کا زمانہ ہی ایمان کے امتحان کا زمانہ ہوتا ہے لیکن بعض لوگ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ (الفضل ۲۶؍دسمبر ۱۹۴۸ء)

۱؎ البقرۃ: ۱۹۰ ۲؎ البقرۃ: ۱۴۹